استیذان (اجازت لینے سے) متعلق شرعی حکمتیں اور آداب

The Shari‘ah Wisdoms and Etiquettes Related to Seeking Permission (Isti’dhān)

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.20000030

Mahboob Raziq
*****Dr.Zafar Hussain***

Abstract

Islam is a religion of nature, therefore it gives complete protection to the private life of man. It is aware of the natural needs of man, therefore it has formulated such rules and high social values that if we apply them in our lives, we will find peace, comfort and happiness. Islam has complete guidance on living in houses, entering them, and all the matters that are done in them. It is believed that only a stranger should inform about entering a house, but Islamic teachings say that whether it is a stranger or a member of the house, he should fully respect the private life of the people living in the house. Yes, there are some stricter teachings for strangers and some leniency for those living in the house, but etiquette has been taught to everyone, the sole purpose of which is to avoid bitterness, complications, and disgrace and to form a society that is outwardly and inwardly pure. The article under consideration describes the religious etiquette before and after entering homes and other private places. Hopefully, the readers will benefit greatly from it.

Keywords: *Nature , Protection, Rules, social Values ,Stranger*

تمہید

اللہ تعالی نے مؤمنوں کو گھر میں داخل ہوتے وقت اخلاق وآداب اپنانے کا حکم دیا ہے جس میں اس گھر کی حرمت اور گھر والے کی عزت وعفت کا تحفظ بھی ہے اور گھر والوں کی طرف سے آنے والے کے لئے احترام واکرام کے پہلو کو بھی اجاگر کیا ہے اور اس طریقہ کے اختیار کرنے میں بہت زیادہ خیر کی خبر بھی سنائی ہے۔

اسلام میں اجازت کے حوالے سے لفظ "استئذان" کا استعمال ہوا ہے ذیل میں اس لفظ کی وضاحت پیش خدمت ہے

استئذان کی معنی ومفہوم:

لفظی معنی: استئذان لفظ اذن سے نکلا ہے جس کے عربی لغت میں مختلف معنی ہیں جن میں "جاننا اور معلوم کرانا" [۲]

Ph.D. Scholar,IslamicTheology Deptt ،Islamia College ،University Peshawar.
*** Associate Professor.Deptt of Islamic Theology Islamia Collage Peshawerr.*

''اس کو معاملہ سمجھا دیا یا معلوم کرا دیا'' کے معنی میں مستعمل ہے۔

حضرت ابن عربیؒ کہتے ہیں کہ استئذان، استئناس (مانوسیت) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ معنی میں استعلام کی طرح ہے۔[۳]

قرآن کریم میں لفظ اذن اپنے محل و موقع کے اعتبار سے مختلف معانی و مفاہیم دیتا ہے۔ کہیں اس کا معنی ''اجازت لینا'' اور کہیں ''حکم'' کے معنی میں آتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ استئذان کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ:

(الاستئذان طلب الإذن بالدخول، لمحل لا يملكه المستأذن) [۴] یعنی کسی ایسی جگہ داخل ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا جہاں انسان بغیر اجازت داخل ہونے کا مجاز نہ ہو۔

استئذان کی اقسام: بنیادی طور پر استئذان کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

الف: استئذان عام یعنی باہر سے آنے والے اجنبی اور ناآشنا فرد کا اجازت لینا:

اس قسم کو استئذان عام کہا جاتا ہے اور یہ باہر سے آنے والے اجنبی لوگوں کا ایک دوسرے سے اجازت طلب کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا حکم شرعی یہ ہے کہ یہاں اجازت لینا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۵

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ ان کی رضا حاصل نہ کرو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو۔ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے توقع ہے کہ تم اسے یاد رکھو گے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: إذا استأذن أحدكم ثلاثاً، فلم يؤذن له فليرجع [۶] یعنی جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت لے اور سے اجازت نہ ملے تو اسے چاہئے کہ واپس ہو جائے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ حدیث کی رو سے اجازت نہ ملنے کی صورت میں واپس جانے کا حکم اس لئے ہے کہ گھر میں داخلے کے لئے اجازت لینا واجب ہے۔

۲: استئذان خاص یعنی گھر میں موجود فرد کا کسی کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا:

یہ وہ قسم خاص ہے جو کہ گھر کے اندر لی جاتی ہے اس کا حکم بھی چند صورتوں میں واجب ہے۔ جس کی دلیل قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۷

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور ان لڑکوں پر جو ابھی بلوغ کی حد کو نہ پہنچے ہوں، لازم ہے کہ وہ (دن میں) تین اوقات میں اجازت لے کر گھروں میں داخل ہوا کریں۔

آیت کریمہ میں "لِيَسْتَأْذِنْكُمُ" میں " لام" استعمال ہوا ہے جو کہ " لام الامر" ہے اور یہ وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

اجازت لینے کی حکمت و علت

اجازت طلب کرنا ایک ایسا بلند ادب ہے جو گھروں کی رازداری اور پرائیویسی کی حفاظت کرتا ہے اور ایسے معاملات کی بھی جو کہ عظمت و عفت کے لئے ہیں، جنہیں اہل خانہ باپردہ رکھنا چاہتے ہیں۔ استئذان انہی اشیاء و معلومات کی حرمت کو برقرار رکھتا ہے۔ ان میں انسانی جسم سر فہرست ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی اشیاء ایسی بھی ہیں جنہیں انسان چھپانا چاہتا ہے، جن میں کھانا پینا، کپڑے وغیرہ اور گھریلو اشیاء بھی شامل ہیں جن پر اچانک نظر پڑے تو ناگواری محسوس ہوتی ہے۔ یہ تمام باتیں انسانی ذہن اور نفسیات سے تعلق رکھتی ہیں جن کا اثر انسانی معاشرے اور خاندانی زندگی پر پڑ سکتا ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جن کو یہ پسند نہیں کہ کوئی انہیں کمزوری کی حالت میں روتے ہوئے، یا غصہ کی حالت میں دیکھ لے، کتنے لوگوں کو پسند نہیں کہ کوئی انہیں نامناسب لباس میں دیکھے۔ اس طرح یہ استئذان شکوک و شبہات، بدزبانیوں اور تہمت واوہام کو روکنے کا موئثر ذریعہ ہے جو کہ میاں بیوی یا گھر کے دوسرے افراد کی زندگی میں تفریق و بربادی کا باعث بن جاتے ہیں۔ جو کہ بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہو جاتے ہیں اور کبھی ان کی یتیمی کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا ایک ہی محور ہے اور وہ انسان کی نظر ہے۔

دین اسلام نے معاشرے پر پڑنے والے انہی دور رس نتائج کا مکمل احاطہ کیا اور اس میں رہنے والوں کی عقلی اور اخلاقی اقدار کو مضبوط ایمانی قوت مہیا کی۔ اگر استئذان کی حکمت سمجھ سے بالا ہو تو صرف اتنا مان لینا کہ یہ خالق کائنات اللہ تعالی کا حکم ہے، انہیں حکمت کی تلاش سے مستغنی کر دیتا ہے اور اس میں خیر ہی ہے، اسے جھٹلانا معاشرے کے لئے فساد و بربادی ہے۔

استیذان کی علت کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اللہ تعالی کے احکامات قرآن کریم کی صورت میں نازل ہو رہے تھے جو کہ قیامت تک کے لئے ہدایت و رشد کا راستہ قرار پائے، ایسے میں ایک دفعہ ایک انصار قبیلہ کی خاتون صحابیہ رضی اللہ عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور سوال کیا : "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے گھر میں موجود ہوتی ہوں اور میں اس حالت میں ہوتی ہوں کے مجھے یہ بات پسند نہیں ہوتی کہ مجھے کوئی دیکھے۔ نہ والد اور نا ہی کوئی بچہ۔ مگر ایسے میں کبھی میرے گھر کا کوئی فرد آجاتا ہے، کبھی والد آجاتے ہیں اور میں اسی حالت میں ہوتی ہوں تو میں کیا کروں؟"[8] اس سے پہلے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالی نے قرآنی آیت کی صورت میں اس سوال کا جواب نازل فرمایا اور اس امر کی اہمیت وافادیت کو عظیم قرار دیا، جبریل علیہ السلام نے یہ آیات آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کو پہنچائی جس میں سوال کا جواب اور مسئلہ کا حل دونوں موجود تھے۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ۚ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ۖ ھُوَ اَزْكٰی لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ٩

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ ان کی رضا حاصل نہ کرو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو۔ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے توقع ہے کہ تم اسے یاد رکھو گے۔

مندرجہ بالا آیات میں اگر ہم غور وتدبر کریں تو اس میں اجازت لینے کے لئے عام حکم دیا گیا ہے جس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہے۔ اور وہ تقاضہ کرتی ہے کہ کسی مقام یا گھر میں بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہئے۔ چاہے اس گھر میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو، بلکہ اجازت لے کر داخل ہونا چاہئے۔ البتہ وہ مقامات جو کہ ذاتی ہوں یا عوامی مقامات ہوں جیسے ہوٹل تجارتی مکانات وغیرہ، ان میں داخل ہونے کے لئے اجازت طلب کرنا لازمی نہیں بلکہ مستحب عمل ہے۔

آداب اجازت

ا: سب سے پہلے سلام کرنا۔

استئذان میں شریعت نے جن آداب کو ملحوظ خاطر رکھا ان میں یہ اعلیٰ دعائیہ کلمات "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" شامل ہیں اور یہ دو مختلف آیات ومقامات پر ذکر ہوئے۔

١:یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُیُوتًا غَیْرَ بُیُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ١٠

ترجمہ: اے ایمان والو: اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ ان کی رضا حاصل نہ کرو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو۔

اور دوسرا حکم جو اس سے بھی عام ہے وہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

٢:فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَیِّبَةً ١١

ترجمہ: جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں یعنی (گھر والوں) کو سلام کہا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔

سلام کہنے سے انسان کی نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس میں دونوں اطراف کے لئے دعا بھی ہے۔ لہٰذا استئذان کے لئے تحیۃ الاسلام یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے۔ یہ افضل اور سنت عمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جنہوں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتوں میں سے ان کو ایک وصیت یہ بھی تھی کہ: اے بچے: جب بھی اپنے گھر میں داخل ہو تو پہلے سلام کرو اور یہ تمہارے لئے اور گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے۔[۱۲]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہے کہا :اذا دخَل الرجل بيته، استُحِبَّ له أن يتَنحنَح ثم يسلِّم یعنی اگر کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے کھنکھنائے اور پھر سلام کہے۔

مذکورہ آیت فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ میں اگر تدبر کریں تو اللہ تعالی نے أَنْفُسِکُم کا لفظ استعمال کیا ہے جس میں اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی جب کسی کے گھر میں داخل ہو گا تو اجازت لینے کے لئے سلام کہے گا تو جواباً اسے بھی سلامتی کی دعا نصیب ہو گی اور ساتھ ساتھ وہ کئی قسم کی مکروہات سے بھی محفوظ ہو جائے گا ۔مثلاً جواب یا اجازت نہ ملنے کی صورت میں وہ کسی ایسی چیز پر نظر ڈالنے سے باز رہے گا جو کہ گھر والوں کے لئے باعث تکلیف ہو یا ان کے عیوب اور ستر سے آگاہی یا ایسا معاملہ جو کہ دونوں کے لئے تکلیف اور تفرق کا باعث بنتا ہو۔تو جس طرح دینی شرعی طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو کئی مکروہات سے سلامت رکھا،اسی طرح اس نے دوسرے کے گھر کی عفت وعزت اور عصمت کا بھی احترام قائم رکھا۔

۲: عزیز واقارب سے بھی اجازت طلب کی جائے۔

دین اسلام نے معاشرے کو جو آداب سکھلائے وہ تمام افراد کے لئے یکساں موزوں ہیں لہذا رشتہ داروں میں سے اگر کوئی کسی کے گھر میں داخل ہو تو وہ بھی اجازت حاصل کرے گا۔چاہے وہ بہن کا گھر ہو، بھائی کا، پھوپھی کا گھر ہو یا خالہ وغیرہ کا گھر ہو۔اس کی کئی حکمتیں ہیں۔ایک تو آپس کے باہمی تعلقات نیک تمناؤں پر قائم ہوں اور میزبان آنے والے مہمان کا استقبال اچھے انداز میں اور باہمی رضامندی سے کر سکیں اور کسی قسم کی شرم محسوس نہ کریں اور ساتھ ساتھ ایمان اور نیکی سے روشن معاشرہ پروان چڑھے جو کہ دوسرے معاشروں سے ممتاز ہو جس میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے بھلائی، خیر اور طہارت وعزت رکھی ہے،جو معاشرہ میں ایمان وسلامتی کو زندہ رکھتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گرامی قدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اپنی امت کی اسی منہج پر تربیت کی کہ مؤطا امام مالکؒ میں روایت ہے کہ ایک صحابیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا میں اپنی والدہ سے بھی اجازت لوں ؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہاں۔جب بھی گھر میں داخل ہو تو اپنی والدہ سے اجازت لو۔اس نے جواباً کہا: میں تو گھر میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تم اجازت لے کر داخل ہوا کرو۔اس نے جواب دیا کہ میں ہی اپنی والدہ کی ہمیشہ خدمت کرتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تم ضرور اجازت لیا کرو۔ کیا تمہیں پسند ہے کہ تم اپنی والدہ کو مکروہ حالت میں دیکھو؟ تو اس صحابی نے فوراً کہا نہیں اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، میں اب ضرور اجازت لیا کروں گا۔[۱۲]

امام عطاء بن ابی رباحؒ فرماتے ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے پوچھا کہ

:أستأذن على أختي؟ فقال: نعم؛ فأعدتُ، فقلتُ: أختان في حجري، وأنا أموّنهما، وأنفق عليهما، أستأذن عليهما؟ قال: نعم، أتحبّ أن تراهما عريانتين ۱۳

یعنی کیا میں اپنی بہن سے بھی اجازت لے کر داخل ہوا کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے دہرایا کہ: میں اپنی دو بہنوں کے ساتھ رہتا ہوں اور ان کی سرپرستی اور ان کی دیکھ بھال بھی کرتا ہوں تب بھی اجازت لوں؟ تو فرمایا کہ: ہاں۔ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم انہیں نامناسب حالت میں دیکھ لو؟

معلوم ہو کہ جب بھی گھر میں یا کمرہ میں داخل ہوں تو ضرور اجازت لینی چاہئے اور اس وقت تک داخل نہ ہوں جب تک اجازت نہ مل جائے۔ یہی دین اسلام ہے اسی میں حفظ النفس اور حفظ عزت وآبرو ہے اور یہی اونچے اخلاق کا مظہر ہے۔

۳: اجازت کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

اجازت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی جگہ جانا ہو، تو سب سے پہلے آنے والے کو چاہئے کہ وہ آرام سے دروازہ کھٹکھٹائے جس سے گھر والوں کو کسی قسم کا تکلیف یا ڈر محسوس نہ ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے کو ہم اپنے ناخن سے بجاتے اور پھر تین بار اجازت لیتے تھے۔[۱۴]

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ:

وهذا محمول منهم على المبالغه في الأدب وهو حسن لمن قرب محله من بابه ، أما من بعد عن الباب بحيث لايبلغه صوت القرع بالظفر فيستحب أن يقرع بما فوق ذلك بحسبه۔ ۱۵

یعنی یہ عمل ان کے عالی ادب و اخلاق کا نشان ہے۔ یہ ان لوگوں کی لئے بہتر ہے جو دروازہ کی قریب ہو، لیکن جہاں دروازہ گھر سے دور ہو وہاں حسب ضرورت زور سے دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے۔

لہٰذا دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد تھوڑی دیر انتظار کیا جائے اور اس بات کا یقین کر لیا جائے کہ اگر گھر والوں نے نہیں سنا تو دوبارہ کھٹکھٹانا چاہئے اور اسی طرح مزید انتظار کر کے تیسری مرتبہ کھٹکھٹانا چاہیے۔

۴: اجازت یا جواب نہ ملنے پر کیا کیا جائے؟

دروازہ کھٹکھٹانے کے باوجود کوئی جواب نہ ملے تو گھر میں داخل نہیں ہونا چاہئے بلکہ لوٹ جانا چاہئے اور یہ حکم الٰہی ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْہَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ ۚ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ ۭ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ١٦

ترجمہ: پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ تو جب تک تمہیں اجازت نہ دے اس میں داخل نہ ہونا۔ اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر آنے والے کو واپس جانے کا کہا جائے تو واپس لوٹ جانا چاہئے اس میں کسی قسم کا کوئی حرج و گناہ نہیں ہے۔ مثلاً اگر گھر والے اندر موجود ہوں اور خود ہی یہ کہیں کہ آپ واپس لوٹ جائیں تو بغیر کسی غم و غصہ کے واپس لوٹ جانا چاہئے، یہی نفوس کے لئے اطیب و پاکیزہ ہے اور اس بات پر اپنے دل کو اطمئنان دلانا چاہئے کہ ہر کسی کو کوئی عذر لاحق ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات جان لینی چاہئے کہ یہ گھر والوں کا حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے برقرار رکھا اور اس کی مذمت نہیں فرمائی۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہے کہ ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ سے مراد یہ ہے کہ اس (لوٹ جانے میں) تمہارے لئے بہتری ہے کہیں تنگ دلی سے اجازت ملے، بہتر ہے کہ خوشی سے تمہیں اجازت دی جائے۔[17]

علامہ ابن عاشور رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں صراحت کیساتھ حق کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی اذیت کا پہلو باقی رہے۔ اسی طرح ملنے والے کو بھی اطمینان رہے گا۔ اگر حق تسلیم کرنے کا رواج عام ہو جائے تو تمام شکوک شبھات اور دلوں کی کدورتیں دور ہو جائیں۔[18]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے کہ: إذَا استأذنَ أحدُكم ثلاثًا فلم يُؤذَن له، فليَرجِع یعنی جب تم میں سے کوئی اجازت طلب کرے اور سے اجازت نہ ملے تو تمہیں واپس لوٹ جانا چاہئے۔[19]

اور جب یقینی معلوم ہو کہ گھر میں کوئی موجود ہے، مگر جواب نہیں مل رہا تو بھی واپس لوٹ جانا چاہئے۔ اس بارے میں صحیح بخاری میں حدیث ہے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا۔ تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے آئے اور فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین بار اجازت مانگی مگر اجازت نہیں ملی تو میں واپس لوٹ گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمہیں اندر آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ میں نے اجازت مانگی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اس لئے میں واپس لوٹ گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو لوٹ جانا چاہئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کو اس پر گواہ پیش کرنا ہوگا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تم

میں سے کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فرمان کو سنا ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بخدا تیری گواہی کے لئے قوم کا کمسن شخص کھڑا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت سب سے کمسن تھا میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑا ہوا اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی کہ جی ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔[20]

ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: أَخَفِيَ هَذَا عَلَيَّ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ (يَعْنِي الخُرُوجَ إِلَى تِجَارَة) أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاق[21] مجھ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بازار میں خرید و فروخت کی وجہ سے پوشیدہ رہی۔

علامہ ابن عاشور مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ اس حدیث سے واضح ہوا کہ استئذان یعنی اجازت میں تین حالت ہیں۔ اذن یعنی اجازت مل جائے۔ یا معذرت کی جائے یعنی منع کر دیا جائے یا کوئی جواب نہ ملے یعنی خاموشی ہو۔[22]

شریعت کی رو سے پہلی صورت میں داخل ہونا جائز ہے اور دوسری دونوں صورتوں میں واپس لوٹ جانا چاہئے۔

۵: اجازت کتنی بار لینی چاہئے؟

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اجازت تین بار مشروع ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار سعد بن عبادۃ کے گھر تشریف لے گئے اور کہا: (السلام علیکم) اندر سے جواب نہیں ملا تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: (السلام علیکم) اندر سے پھر جواب نہ ملا تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا جواب نہ ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چل دئے، جب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اب سلام نہیں پایا تو آپ سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ گئے ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے آپ ﷺ کا پیچھا کیا اور جا کر پا لیا اور سلام کا جواب دیا اور بتایا کہ ہم چاہ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے سلام کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیں جب کہ ہم سن رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تشریف لے آئے۔ ایک روایت میں حضرت قیس بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہلکی آواز میں جواب دیا تو میں نے سوال کیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہیں دیں گے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ خاموش ہو جاؤ تاکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرتے رہیں۔[23] ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ الاستئذان ثلاث، فان اُذن لك وإلا فارجع[24] یعنی اجازت طلب کرنا تین بار ہوتا ہے۔ اگر تمہارے لئے اجازت دی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ:

الاستئذان ثلاث لا أحب أن يزيد أحد عليها إلا من علم أنه لم يسمع فلا أرى بأساً أن يزيد إذا استيقن أنه لم يسمع یعنی تین دفع سے زیادہ اجازت طلب کرنا درست عمل نہیں اور میں اسے پسند نہیں کرتا اگر اذن طلب کرنے والے کو یہ یقین ہو جائے کہ گھر والے نے سنا ہی نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ مزید طلب کر لے۔[۲۵]

۶: اجازت لینے کے لئے تعارف کی اہمیت

آداب استئذان میں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ آنے والے کو اپنا مناسب تعارف کرانا لازم ہے یعنی جس سے اجازت لی جارہی ہے کم از کم اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اجازت طلب کرنے والا کون ہے؟ کچھ لوگ جواب میں کہتے ہیں کہ میں ہوں۔ یہ طریقہ نامناسب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت ناگوار گذرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کراہت کا اظہار کیا اور صحابہ کرامؓ نے بھی محسوس کیا اور اسے ذہن نشین کر لیا پھر لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: أتيتُ النبيَّ صلَّى الله عليه وسلَّم في دَيْنٍ كان على أبي، فدققت الباب فقال: ((مَن ذا؟))، فقلت: أنا، فقال: ((أنا! أنا!))، كأنَّه كَرِهَهَا ۲۶

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ پر دستک دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟" میں نے کہا: "میں ہوں" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میں! میں!) جیسے انہیں ناگوار گذرا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر کراہت اس لئے ظاہر کی کہ " میں" سے کوئی تعارف حاصل نہیں ہو سکتا جب کہ مسئلہ استئذان میں تعارف ضروری ہے جو کہ نام سے ہو سکتی ہے کیونکہ نام ہی ایسی معرفت ہے جس سے سوال کی مشکل بھی دور ہو جاتی ہے اور جواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک بار وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کی جگہ) پر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

أَيَدْخُلُ عُمَرُ؟ یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلامتی ہو، آپ پر سلامتی ہو کیا عمر حاضر ہو سکتا ہے؟[۲۷]

اسی طرح صحیح مسلمؒ میں روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا "السلام علیکم"، "میں ابو موسیٰ ہوں، میں اشعری ہوں۔۔۔الحدیث[۲۸]

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا کہ میں ہو؟ آپ نے جواب دیا میرا کوئی دوست نہیں جس کا نام " میں" ہو۔ پھر آپ باہر آئے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی " میں" سے کرا

ہت والی حدیث سنائی۔[۲۹]

۷: اجازت لیتے وقت کہاں کھڑے ہو؟

استئذان میں اس بات کا خیال بھی رکھا جائے کے استئذان کے وقت گھر کے دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہوا جائے بلکہ دائیں جانب ہونا چاہئے، اگر ممکن نہ ہو تو بائیں جانب کھڑے ہو کر اجازت لینی چاہئے یہ تعلیم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو دی ہے۔امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں کہ : أتى سعد بن معاذ النبي صلى الله عليه و سلم فاستأذن عليه وهو مستقبل الباب فقال النبي صلى الله عليه و سلم بيده هكذا يا سعد فإنما الاستئذان من النظر ۳۰

ترجمہ: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے اور اس حال میں اجازت طلب کی کہ وہ دروازے کے سامنے کھڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی اور فرمایا: اے سعد! اجازت لینے کا سبب نظر ہی ہے لہٰذا جب بھی اجازت لو دروازے کے سامنے مت کھڑے ہوا کرو۔

یہ تربیتِ اسلام ہے کہ نظر کی حفاظت کی جائے کیونکہ نظر ان وسائل میں سے ہے جس سے ایسے فتنے جنم لیتے ہیں جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔اسی خطرہ کے پیش نظر اگر صاحب گھر کسی جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے تو اس پر کوئی حرج اور جرمانہ نہیں۔حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہے کہ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ مِنْ غَيْرِ إِذْنِهِمْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ یعنی جو شخص کسی کے گھر میں جھانک رہا ہو تو گھر والوں کے لئے حلال ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔[۳۱]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں جھانک رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کنگھا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی فرما رہے تھے اس شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔فرمایا: اگر میں یہ جان لیتا کہ تم اس طرح جھانک رہے ہو تو میں یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں مار دیتا اجازت طلب کرنے کا سبب یہی نظر ہے۔[۳۲]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ مَلَأَ عَيْنَيْهِ مِنْ قَاعَةِ بَيْتٍ فَقَدْ فَسَقَ[۳۳] حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا"جس شخص نے اپنی آنکھ کسی گھر کی جھانک تانک سے بھر لی پس وہ فاسق ہو گیا۔

۸: الفاظ استئذان

استئذان کی آداب میں سے متعلق ایک اور ادب جس کا شریعت نے لحاظ رکھا ہے وہ اجازت لینے کے الفاظ ہیں۔عرب میں

جاہلیت کے دور میں بھی اجازت لینے کا رواج تھا مگر وہ حسب نسب اور بادشاہ ورعایہ کے نظریات کی بھینٹ چڑھ گیا تھا چنانچہ جب اسلام نے اپنا نور پھیلانا شروع کیا تو استئذان کے جامع آداب امت کو سکھلا دئے۔استئذان کے طریقے کے لئے قرآن مجید نے جو الفاظ استعمال کئے وہ یہ ہیں۔حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۳۴ جب تک کہ ان کی رضا حاصل نہ کرو گھر والوں پر سلام نہ کرلو۔یہ تمہارے حق میں بہتر ہے توقع ہے کہ تم اسے یاد رکھو گے۔

مفسرین کا اس بات پر اختلاف رہا ہے کہ پہلے سلام کیا جائے یا اجازت طلب کی جائے؟ بعض علماء نے پہلے اجازت طلب کرنا اور پھر سلام کرنا مناسب سمجھا اور اس کا سبب مذکورہ بالا آیت ٹھہرایا جس میں اجازت کا ذکر سلام سے پہلے ہے۔اور اکثر نے عکس مناسب قرار دیا اور پہلے سلام اور پھر اجازت لینا راجح قرار دیا اور ایک قاعدہ تقدیم و تاخیر کو بنیاد بنایا اور اس کی تقدیر ٹھہرائی یعنی حَتّٰى تُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا وَتَسْتَأْذِنُوْا ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یہی ترتیب ہے۔[۳۵]

حضرت کلدۃ بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،نہ میں نے سلام کیا اور نہ اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس جانے کا حکم دیا اور کہا کہ سلام کرو اور پھر کہو، کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟[۳۶]

حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِى عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ أَلِجُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلملِخَادِمِهِ اخْرُجْ إِلَى هَذَا فَعَلِّمْهُ الِاسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَهُ قُلِ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ ۔فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلَ ۳۷

بنو عامر کی ایک شخص روایت کرتے ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اجازت طلب کی، کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اسے استئذان کا طریقہ سکھاو۔اس کو کہو کہ سلام کرے پھر کہے کیا میں داخل ہو سکتا ہوں اس شخص نے سن لیا اور ایسے ہی کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آنے کی اجازت دی۔

استئذان کے صیغہ کی متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت زید بن اسلم نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے استئذان کیا اور ''أَأَلِج ''(زمانہ جاہلیت میں عرب کا استئذان تھا) کہا، تو حضرت ابن عمر ؓ نے انہیں اجازت دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم عرب کا استئذان استعمال کرتے ہو؟ جب بھی استئذان کرو تو'' السلام علیکم'' کہا کرو۔جب تمہیں جواب مل جائے تو پوچھو کہ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟[۳۸]

امام بغوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ بعض علماء نے اختیار کیا کہ اگر انسان کی نظر پہلے پڑ جائے تو سلام پہلے کرے ورنہ استئذان پہلے کرے اور پھر سلام کرے۔[۳۹]

گھر کے اندر اجازت لینے سے متعلق چند اہم باتیں

اس کے بعد سورۃ النور میں استئذان خاص کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تین اوقات میں اجازت کے بغیر داخل ہونے سے منع فرمایا ہے اور وہ اس آیت کریمہ میں ذکر ہیں۔

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [۴۰]

اے ایمان والو! تمہارے غلاموں اور ان لڑکوں پر جو ابھی حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوں، لازم ہے کہ وہ (دن میں) تین بار اجازت لے کر گھروں میں داخل ہوا کریں۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب تم کپڑے اتارتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین اوقات تمہارے لئے پردہ کے وقت ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ (دوسرے وقتوں) میں ان کو بلا اجازت آنے جانے سے نہ ان پر کچھ گناہ ہے اور نہ تم پر، تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی پڑتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے ارشادات کی وضاحت کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

یہ آیت استئذان خاص کے احکام سے متعلق نازل ہوا ہے اور اس میں تین اوقات کا ذکر ہے جن میں بغیر اجازت کے داخل ہونا منع قرار دیا ہے۔ فجر کی نماز سے پہلے جب انسان اپنے بستر سے اٹھتا ہے اور اپنے رات کے لباس کو تبدیل کر کے دن کا لباس پہننا چاہتا ہے۔ ظہر کا وقت جب لوگ قیلولہ اور آرام کرتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد جب لوگ اپنے لباس کو اتارنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور سونے کی تیاری رکھتے ہیں۔ ان اوقات کو اللہ تعالیٰ نے ''عورات'' یعنی ستر کا نام دیا ہے جو کہ عام ہے اس میں بدن کا پردہ بھی شامل ہے اور گھر کی اشیاء کا بھی پردہ شامل ہے، اس میں خدام خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، اور وہ بچے جو جوان نہ ہوئے ہو، مگر عورتوں کی پوشیدہ معلومات سے واقف ہو، اور سن بلوغت کو نہ پہنچے ہو، شامل ہیں۔ البتہ غیر مذکورہ اوقات میں ان کا آنا جانا مجبوری ہے اور ہر وقت اجازت مانگنا بھی مشکل امر ہے۔ اور وہ ضرورت کی لئے آتے جاتے ہیں، اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۴۱]

آیت میں جن خادموں کا بیان ہوا ہے وہ غلام ہیں جو مستقل ایک گھر کے افراد کی حیثیت سے مالک کے ساتھ ہوتے ہیں آج کل کے دور میں جو گھر میں ملازم رکھے جاتے ہیں وہ چاہے کسی حیثیت سے ہی کیوں نہ ہوں، ڈرائیور، باورچی، چوکیدار ان سب کو

پردے کالحاظ کرنا چاہئے اور کسی وقت بھی نامحرم عورت یا گھر کی مالکن سے ملنا اور بے تکلفی اختیار کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی اس کمرے میں داخلے کی جہاں مستورات رہتی ہوں یہ تین اوقات اس قسم کے ملازموں کے لئے نہیں ہیں۔

خلاصہ بحث

اجازت لینا عمدہ اخلاق اور عالی ظرف میں سے ہیں، اس کا اہتمام قرآن وسنت سے ثابت شدہ ہے۔ اجازت لینا مرد وخواتین دونوں کے لئے یکساں ہے اس میں رشتہ دار وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس کے لئے سلام کہنا اور پھر اجازت لینا شریعت سے ثابت ہے۔ اجازت تین دفع سے زیادہ نہیں لینی چاہئے، اور اجازت نہ ملنے پر واپس جانا چاہئے۔ اجازت لیتے وقت اپنا نام بتانا چاہئے اور دروازے کے سامنے کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ اجازت لینے کے لئے گھر کے مالک اور قائم مقام کی اجازت معتبر ہے۔ انسان کو داخل ہوتے وقت اپنی نگاہ نیچے رکھنا چاہئے کیونکہ استئذان کی علت نظر ہی ہے۔ داخل ہوتے وقت تحیۃ الاسلام ہی اپنانا، دیگر الفاظ جیسے صبح بخیر، ہیلو وغیرہ سے مکمل پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالی نے "تسلموا" کے الفاظ استعمال کئے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی "السلام علیکم" ہی سکھلایا ہے۔ جہاں گھر والے بیٹھنے کا کہیں وہیں بیٹھنا چاہئے اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور اگر مجلس میں آئیں تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہئے۔

حوالہ جات

۱: النور:۲۷- ۲۹

۲: ابراہیم مصطفٰی، احمد حسن زیادات، حامد عبدالقادر، محمد علی النجار، ادراک کتب خانہ، المعجم الوسیط ج ا ص ۱۱

۳: ابن العربی، ابو بکر، احکام القرآن، ج ۳ ، ص.۱۳۹۶

۴: العسقلانی، ابن حجر، فتح الباري ۵/ ۳

۵: سورہ النور آیت نمبر ۲۷

۶: بخاري، محمد بن اسماعیل، الجامع، کتاب الِاستئذان، باب الِاستئذان والتسلیم ثلاثا

۷: النور: ۵۸

۸: الواحدی، ابو الحسن علی بن احمد، اسباب النزول، ج ۳ ص ۲۱۳

۹: سورہ النور آیت ۲۷ تا ۲۸

۱۰: سورہ النور آت نمبر ۲۷

۱۱: سورہ النور آیت نمبر ۶۱

۱۲: الترمذي، محمد بن عیسیٰ، الجامع: کتاب الاستئذان والآداب، باب ماجاء في التسلیم

۱۳: مالک بن انس، امام، موطا، باب استئذان

۱۴: البانی، محمد ناصر الدین، الشیخ، سلسلۃ الصحیحۃ رقم: ۳۶۴۳۶

۱۵: البیہقی، احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، فصل في قرع الباب عند الاستئذان

۱۵: العسقلانی، ابن الحجر، احمد بن علی فتح الباري: ۱۱/ ۳۶

۱۶: سورہ النور آیت نمبر ۲۸

۱۷: القرطبیؒ، ابو عبداللہ، محمد بن احمد بن ابو بکر، تفسیر احکام القران: ۱۲/ ۲۲۰

۱۸: ابن عاشور، محمد الطاہر، علامہ، تفسیر التحریر والتنویر: ۱۸/ ۱۹۶

۱۹: البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع: کتاب الاستئذان، باب التعلیم والاستئذان ثلاثاً

۲۰: البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع: کتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثاً

۲۱: البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع: کتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثاً

۲۲: ابن عاشور، محمد الطاہر، علامہ، تفسیر التحریر والتنویر: ۱۸/ ۱۹۶

۲۳: السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، سنن: ۴/ ۳۴۴

۲۴: النیشاپوری، مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، الجامع: ۳/ ۱۶۹۴

۲۵: القرطبیؒ، ابو عبداللہ، محمد بن احمد بن ابو بکر، تفسیر احکام القران: ۱۲/ ۲۱۴

۲۶: البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع: کتاب الاستئذان، باب اذا قال من ذا فقال أنا

۲۷: السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، سنن: رقم ۵۲۰۱

۲۸: النیشاپوری، مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، الجامع: ۳/ ۱۶۹۶

۲۹: بغدادی، الخطیب، احمد بن علی، ابو بکر، الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: ۱/ ۱۶۳

۳۰: البیہقی، احمد بن حسین بن علی، السنن الکبری: کتاب الاستئذان من النظر

۳۱: النیشاپوری، مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، الجامع: کتاب الآداب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ

۳۲: البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع: کتاب الاستئذان، باب من اطلع فی بیت قوم

۳۳: القرطبیؒ، ابو عبداللہ، محمد بن احمد بن ابو بکر، تفسیر احکام القران: ۱۲/ ۲۲۰

۳۴: النور: ۲۷

۳۵: البغوی، محی السنہ، حسین بن مسعود، ابو محمد تفسیر: ۳/ ۳۹۸
۳۶: السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداؤد، سنن: کتاب الاستئذان، کیف الاستئذان
۳۷: السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداؤد، سنن: رقم حدیث ۵۱۷۹
۳۸: السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداؤد، سنن: کتاب الاستئذان، کیف الاستئذان
۳۹: البغوی، محی السنہ، حسین بن مسعود، ابو محمد تفسیر ۳/ ۳۹۸
۴۰: سورالنور آیت نمبر ۵۸
۴۱: ابن العربی، ابو بکر، احکام القرآن: ۳۱۳۹۷

1: Al-Noor: 27–29
2: Ibrahim Mustafa, Ahmad Hasan Zayyadat, Hamid Abdul Qadir, Muhammad Ali Al-Najjar, Idraak Kutub Khana, Al-Mu'jam Al-Waseet, Jild 1, Safha 11
3: Ibn al-Arabi, Abu Bakr, Ahkam al-Qur'an, Jild 3, Safha 1396
4: Al-Asqalani, Ibn Hajar, Fath al-Bari 5/3
5: Surah Al-Noor Ayat No. 27
6: Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami', Kitab al-Isti'zan, Bab al-Isti'zan wa al-Tasleem Thalathan
7: Al-Noor: 58
8: Al-Wahidi, Abu al-Hasan Ali bin Ahmad, Asbab al-Nuzool, Jild 3, Safha 213
9: Surah Al-Noor Ayat 27–28
10: Surah Al-Noor Ayat No. 27
11: Surah Al-Noor Ayat No. 61
12: Al-Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Al-Jami', Kitab al-Isti'zan wal Adaab, Bab ma ja'a fi al-Tasleem
13: Malik bin Anas, Imam, Muwatta, Bab Isti'zan
14: Al-Albani, Muhammad Nasir al-Din, Al-Sheikh, Silsilat al-Saheehah, Hadith No. 3636
15: Al-Bayhaqi, Ahmad bin Husayn bin Ali, Shu'ab al-Iman, Fasl fi Qar' al-Bab 'inda al-Isti'zan
15: Al-Asqalani, Ibn Hajar, Ahmad bin Ali, Fath al-Bari 11/36
16: Surah Al-Noor Ayat No. 28
17: Al-Qurtubi, Abu Abdullah, Muhammad bin Ahmad bin Abu Bakr, Tafsir Ahkam al-Qur'an 12/220
18: Ibn Ashur, Muhammad al-Tahir, Tafsir al-Tahrir wal Tanweer 18/196
19: Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami', Kitab al-Isti'zan, Bab al-Ta'leem wal Isti'zan Thalathan

20: Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami‘, Kitab al-Isti’zan, Bab al-Tasleem wal Isti’zan Thalathan
21: Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami‘, Kitab al-Isti’zan, Bab al-Tasleem wal Isti’zan Thalathan
22: Ibn Ashur, Muhammad al-Tahir, Tafsir al-Tahrir wal Tanweer 18/196
23: Al-Sijistani, Sulaiman bin Ash‘ath, Abu Dawood, Sunan 4/344
24: Al-Nishapuri, Muslim bin Hajjaj, Abu al-Husayn, Al-Jami‘ 3/1694
25: Al-Qurtubi, Tafsir Ahkam al-Qur’an 12/214
26: Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami‘, Kitab al-Isti’zan, Bab iza qala man dha faqaal ana
27: Abu Dawood, Hadith No. 5201
28: Muslim, Al-Jami‘ 3/1696
29: Baghdadi, Al-Khateeb, Ahmad bin Ali, Abu Bakr, Al-Jami‘ li Akhlaq al-Rawi wa Adaab al-Sami‘ 1/163
30: Al-Bayhaqi, Al-Sunan al-Kubra, Kitab al-Isti’zan min al-Nazar
31: Muslim, Kitab al-Adaab, Bab Tahrim al-Nazar fi Bayt Ghayrihi
32: Bukhari, Kitab al-Isti’zan, Bab man ittala‘a fi bayt qawm
33: Al-Qurtubi, Tafsir Ahkam al-Qur’an 12/220
34: Al-Noor: 27
35: Al-Baghawi, Muhyi al-Sunnah, Husayn bin Mas‘ood, Tafsir 3/398
36: Abu Dawood, Kitab al-Isti’zan, Kayf al-Isti’zan
37: Abu Dawood, Hadith No. 5179
38: Abu Dawood, Kitab al-Isti’zan, Kayf al-Isti’zan
39: Al-Baghawi, Tafsir 3/398
40: Surah Al-Noor Ayat No. 58
41: Ibn al-Arabi, Ahkam al-Qur’an 3/1397